ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

امیجری کیا ہے؟

What is Imagery?

۱۔ہمراز خان

پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ لسانیات وادبیات (اردو) قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، پشاور

۲۔عرشیہ خان

پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ اردو جامعہ، پشاور

۳۔سعدیہ شیر حیدر

پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ اردو جامعہ، پشاور

1. Humraz Khan

PhD Scholar, Department of Urdu, Qurtaba University of Science and Information Technology.

2. Arshia Khan

PhD Scholar, Department of Urdu, University of Peshawar.

3. Sadia Sher Haider.

PhD Scholar, Department of Urdu, University of Peshawar.

Abstract:

Whenever the human spirit seeks expression, it turns to dream or images, and creative language relies on at least two of the four fundamental elements: simile, metaphor, symbol, and image. Imagery plays a vital role in creative expression, particularly from a psychological and simplicity perspective. Just as a painter selects colors to craft a visual masterpiece, a poet chooses words to create a vivid landscape. From this perspective, the importance of imagery cannot be overstated from an aesthetic standpoint. This article aims to address the critical hesitation in Urdu criticism regarding imagery and provide a comprehensive definition of imagery through examination of dictionaries and sayings. The importance of imagery in poetic literature cannot be denied in any way. In Urdu

criticism, the pictorial aspect of imagery has been emphasized, but on the other hand, its emotional or sensory element has been neglected.

Keywords: Imagery, Spirit, Aesthetic, Taste, Imagination, Simulations, Rain, Umbrella, Spring, Petals, Station, Wet, Black bough, Imagism.

امیجری کیا ہے؟ تنقیدی اور تخلیقی ادب میں اس سوال کا جو بھی جواب فراہم کیا جائے اگر وہ اجمالی یا تفصیلی ہونے کے ساتھ ساتھ نا مکمل بھی ہو تو اس کا مفہوم کم از کم یہی نکلے گا کہ شاعری کا دوسرا نام امیجری ہے۔ گویا شعری ادب کا وجود امیجری کے بغیر ناممکن ہے۔ شاعری جسم ہے تو امیجری اس کی روح کا درجہ رکھتی ہے شاعری کے تخلیقی عمل کا وقوع امیجری کے بہاؤ سے ہوتا ہے۔ جمالیاتی، فلسفیانہ اور اخلاقی تحاریر کی گہرائی اور تفہیم تک پہنچنے کے لیے ذوق تلاش کے اہم مطالبات پورے کیے بغیر نہیں پہنچا جا سکتا۔ چنانچہ شاعری اور تخلیقی ادب کی روایت لفظیات میں پنہاں مفاہیم کو گرفت میں لینے پر مبنی ہے۔ جن کا اظہار تخیل سے ہوتا ہے اور اس کی تفہیمی صلاحیت بھی تخیل فراہم کرتا ہے۔

اس طرح قاری اگر لفظوں سے تخیل میں نقوش بننے کی استعداد نہیں رکھتا یا لفظوں کی سماعت سے نقوش دیکھنے کا ذوق کا نہیں رکھتا تو وہ ادبیات کی تمام بنیادی باتوں کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ یعنی آپ کسی علم کے عمق تک نہیں پہنچ سکتے خواہ وہ ادب ہو یا پھر باقی جملہ جمالیاتی فنون۔ دوسری طرف اگر معنی کا واضح تصور نہیں ہے تو وہ اظہار کی کسی روایت سے اس کی تفہیم مشکل ہے۔ لفظ فہمی کے لحاظ سے اس قاری کا فہم ناقص ہے جو لفظ میں موجود علامتیت اور اس کے نتیجے میں آنے والی امیجری کا ذوق نہیں رکھتا۔ اصولی طور پہ کوئی لفظ اپنے مخاطب پر پوشیدہ معانی کا در تب وا کرتا ہے جب اس کے دروں میں کار فرماں امیجری کا درک حاصل کیا جائے۔

امیجری کی تعریف سے قبل سوال یہ ابھرتا ہے کہ کیا کوئی لفظ ”امیجری“ کو اردو میں بطور اصطلاح استعمال کر سکتا ہے؟ اگر اس کا جواب ہاں میں ہے تو اس بابت ہمارے پاس کوئی تسلی بخش تنقیدی و تحقیقی جواب بھی ہونا چاہیے۔ اردو تنقیدی روایت کو دکھا جائے تو صورت حال یہ ہے کہ اردو تنقیدات میں ”امیجری“ کی تفہیم پر کم توجہ دہ گئی ہے۔ اس کے برعکس تنقیدی توانائیاں امیجری کے مترادفات لانے میں صرف کی گئیں ہیں۔ مثال ملاحظہ کیجے:

> ”امیج کے لیے تصویر، نقل، بت، صنم، نقشہ، خیالی تصویر، صفت، استعارہ، تشبیہ، کنایہ، مجسمہ، صُورۃٌ، مثال، رمز، شبیہ، صورۃٌ، صورۃ ٌحیۃٌ، صورۃٌ بلاغیۃٌ، تصویرۃٌ، ایقونۃٌ، یَتَخَیَّلُ، یَعْکِسُ فِيْ الْمِرْآۃِ، یُمَثِّلُ، تِمْثَالٌ، پیکر، اندیشہ، مخیل، تخیل، اشباح، وَصْفٌ واضحٌ کالتصویر، اور امیجری کے لیے خیال میں نقشہ باندھنا، تصور کرنا، تشبیہ سازی، صنم پرستی، مجسمہ سازی، سماں بندی، مخیلہ، مخائل، تصورات تخیلات، اندیشگی وغیرہ۔“ [1]

سطور بالا سے واضح ہوتا ہے کہ اردو کی تنقیدی روایت میں ”امیجری“ کے لیے استعمال ہونے والی اصطلاحات کی کثرت کے باوجود کوئی متبادل اصطلاح دستیاب نہیں ہے، جس پر تمام ناقدین متفق ہوں۔ لیکن اس سے ملتی جلتی اصطلاحات ضرور ہیں لیکن وہ قطعی طور پر اس کا احاطہ نہیں کرتی:

> ”ہمارے ہاں نقادوں نے Imagery کے لیے شعوری یا غیر شعوری طور پر محاکات، پیکر تراشی، تمثیل طرازی، متحرک جمالیات، لفظی پیکر تراشی، تصویر گی، تصویریت، تصویر آرائی، تمثال آفرینی، تمثال سازی، تصویر آفرینی، مخیلہ، تمثال کاری، جیسی مصطلحات اور Image کے لیے پیکر، تمثال، تمثال شعری، تصویر، محاکاتی استعارہ، شاعرانہ تمثیل، شعری

پیکر جیسی اصطلاحات متعارف کرائی ہیں۔اور کچھ بکثرت استعمال کی بنا پر ابھی جیسے تیسے اپنے وجود کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔غور کیا جائے تو یہ کثیر الاستعمال اصطلاحات بھی امیج یا امیجری کی معنوی نیابت سے قاصر ہیں۔'' ۲

درج بالا بیان کی توثیق میں محمد نعیم بزمی ایک دوسری جگہ رائے دیتے ہیں:

''امیجری کی اصطلاح اردو تنقید میں انگریزی کے زیر اثر بیسیوں صدی کے وسط میں رائج ہوئی۔قدیم اردو تنقید میں امیجری کے مفاہیم کے اظہار کے لیے محاکات کی اصطلاح سے کام لیا جاتا رہا۔لیکن یہ امیجری سے وابستہ جدید تصورات و مظاہر کا احاطہ نہیں کر پاتی۔اردو کی بعض تنقیدات میں تمثال سازی اور پیکر تراشی جیسی اصطلاحات کو امیجری کے مترادف کے طور پر برتا گیا ہے لیکن یہ مترادف اصطلاحات بھی انگریزی اصطلاح میں پوشیدہ تخلیقی تہہ داری کے جملہ پہلوؤں کا مکمل طور پر اظہار نہیں کر پاتیں۔لہذا نئی تنقید میں امیجری کی اصطلاح کو ہو بہو قبول کر لیا گیا ہے۔اب یہ اصطلاح اردو تنقید کے لیے اجنبی نہیں رہی۔'' ۳

اگر امیجری کو اسی نام اور معنی کے ساتھ قبول کیا جائے جیسا کہ مغربی تنقید میں ہے تو اس کے بارے میں بہت ساری غلط فہمیوں کا ازالہ ممکن ہو سکتا ہے۔اردو ناقدین اس کو امیجری نام دینے سے گریزاں ہیں، لیکن کچھ نقاد اسی نام یعنی ''امیجری'' سے اس کا استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی برتی کے لیے جواز بھی فراہم کرتے ہیں:

''راقم الحروف کو اردو میں انگریزی زبان کا لفظ (امیجری) بطور اصطلاح استعمال کرنے میں کوئی تامل نہیں۔اردو میں اس مفہوم کو استعمال کرنے کے لیے جو الفاظ عموماً استعمال کیے جاتے ہیں،اس مفہوم کو جو مغربی تنقید میں لفظ (امیجری) کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے پوری طرح ادا نہیں کرتے۔مولانا شبلی نے محاکات کی اصطلاح سے کام لینا چاہا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر محاکات کو ایک اعتبار سے امیجری کا عمل قرار دیا جا سکتا ہے لیکن لفظ محاکات امیجری کا مترادف نہیں۔تصویر کاری، پیکر تراشی اور ایسی بعض دوسری اختراعی ترکیبیں بھی اس مقصد کو پورا نہیں کرتیں۔تصویر یا پیکر اولین حیثیت میں خاص نوع کے امیج کی جانب اشارہ کرتے ہیں جو لفظ امیج میں پائی جاتی ہے۔اسی بنا پر مجھے ان الفاظ کو بطور اصطلاح قبول کرنے میں تامل ہے۔'' ۴

مرقومہ بالا حوالہ جات کے علاوہ سلیمان اطہر جاوید کی رائے بھی ملاحظہ کیجیے جہاں وہ قطعی طور پہ امیجری کو ایک جداگانہ اصطلاح قرار دے رہے ہیں:

''امیجری کا تصور شعر و ادب میں نیا نہیں اس کی جڑیں خصوصاً شاعری میں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔کم و بیش ہر زبان میں اردو میں امیج کو ایک عرصہ تک تمثیل یا اسی قبیل کی کوئی چیز سمجھا گیا لیکن جوں جوں خود تمثیل کا تصور ہمارے ذہنوں میں واضح ہوتا گیا امیج کے باب میں بھی غلط فہمی زائل ہوتی گئی اور اب ہم امیج کو قطعی ایک جداگانہ اور اپنے طور پر منفرد حیثیت کی حامل چیز قرار دیتے ہیں۔امیج کا استعارہ سے ایک تعلق ضرور ہے لیکن استعارہ کی طرح امیج مستعار لہٗ اور مستعار منہ دونوں سے بے نیاز ہے۔اس کا آپ اپنا وجود ہوتا ہے۔'' ۵

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

مغرب سے آنے والی اصطلاحات اور نظریات کی اصل تفہیم مغرب کے ناقدین، وہاں کے دانشور اور ان اصطلاحات کے موجدین و مصنفین بتائیں گے۔اس کے بجائے ان مغربی اصطلاحات کا اردو ترجمہ کر کے ان کی غلط توضیح کرنا ایک غیر علمی رویہ ہے۔اور مزید یہ کہ کسی بھی اصطلاح کا کامل ترجمہ ممکن نہیں اس کی تفسیر، تشریح و توضیح ممکن ہے جو ترجمے سے عام طور پر نہیں ہوتی۔اس پوری بحث کا مقصد لفظ ''امیجری'' کے استعمال کو ناقدین کی آراء کی روشنی میں اصطلاح کے طور پر جواز فراہم کرنا تھا۔اردو زبان کا مزاج ہی کچھ ایسا ہے کہ وہ غیر زبان کی لفظیات کو باقی زبانوں کی نسبت آسانی کے ساتھ قبول کرتی ہے۔زبان انگلشیہ کی بہت ساری اصطلاحات کی طرح ''امیجری'' کو بھی یہ حق فراہم کیا جائے کہ اس کو اسی نام (امیجری) کے ساتھ قبولیت حاصل ہوں۔نہ کہ اس کے مترادفات کی بھول بھلیوں میں ''امیجری'' کے بارے میں تنقیدی تذبذب کو رواج دیا جائے۔''امیجری'' شاعرانہ تنقید میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی اور ساتھ میں ناقص سمجھی جانے والی اصطلاحات میں سے ایک ہے۔جو اتنی سیاق و سباق میں پائی جاتی ہے کہ اس کے استعمال کا کوئی معقول اور منظم حساب دینا شاید ممکن نہ ہوں۔

''امیجری'' کا مطالعہ شاعری کے ایک ناگزیر عنصر کے طور پر تمام عہد کے ادبی نظریہ سازوں کی دلچسپی کو اپنی جانب متوجہ کرتا رہا ہے۔خواہ ان کا ادب کے بارے میں نظریہ یا اس کے مطالعے کے لیے ان کا نقطہ نظر مختلف کیوں نہ ہوں۔اس جیسے مطالعے سے ہم شاعری کی تخلیق کے بارے میں کلی طور پر اس کی شاعرانہ تخلیق و تفہیم کی گہرائیوں میں اتر سکتے ہیں۔امیجری کا مطالعہ کرنا انتہائی دلچسپ شاعرانہ آلات کا مطالعہ کرنا ہے، چونکہ یہ ایک ایسا ذریعہ اظہار ہے جہاں شاعر امیجز کا سہارا لے کر قاری کے تخیل اور جذبات کو برانگیختہ کرتا ہے۔اس کے ساتھ یہ ایک جمالیاتی معیار بھی ہے جو اچھی شاعری کے لیے لازمی ہے۔خیال رہے کہ امیجری میں ایسے پیکر لانے کی قطعاً ضرورت نہیں جو فقط حس بصارت کو متاثر کرے، بلکہ تصویر کے ساتھ ساتھ کم از کم کسی ایک حس یا حواس کے امتزاج سے جذبات کو ابھارے۔

لغوی معنی کے لحاظ سے ''امیجری'' کا دامن وسعت کا حامل ہے، جسے احاطۂ تحریر میں لانا خاصا مشکل ہے۔پھر بھی اس کے لغوی معنی فراہم کرنے کے لیے چند معتبر لغات سے رجوع کیا جا رہا ہے:

"Image.....

۱۔صورت بنانا، تصویر بنانا، مورت بنانا، تشبیہ

۲۔منعکس کرنا، عکس ڈالنا

۳۔وضاحت سے بیان کرنا، تصویر کھینچنا، سماں باندھنا

۴۔مثال ہونا، مثالی پیکر

Imagery.....

۱۔تشبیہیں، تصورات

۲۔مورتیں، بت، مجسمے، کندہ کیے ہوئے نقوش،

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

۳۔تشبیہات واستعارات

۴۔(نفسیات)مخیلہ"۶

مرقومہ بالا معانی کو ذہن میں رکھتے ہوئے ان جیسے معانیات کی کہانی ہمیں عربی کے معروف لغت A modern English Arabic dictionary میں دیکھنے کو ملتی ہے:

"Image.....

١.(الف) تِمْثَالٌ (ب)صنمٌ()أَيْقُوْنَةٌ

٢.صورةٌ

٣.مثالٌ،عنوانٌ،رمزٌ،(He is the image of honesty)

٤. (الف) صورةٌ، اِنْطَبَاعَةٌ ذِهْنِيَّةٌ (ب) فِكْرَةٌ، مفهومٌ.

٥. وَصْفٌ أَوْ تَصَوُّرٌ حَيٌّ.

٦. تَشْبِيْهٌ، اِسْتِعَارَةٌ، صُوْرَةٌ بَلَاغِيَّةٌ.

٧.صورةٌ طِبْقَ الأَصْلِ.(A son who is the image of his father)

٨. يَصِفُ بِطَرِيْقَةٍ نَابِغَةٍ بِالْحَيَاةِ.

٩. يَتَخَيَّلُ.

١٠. يَعْكِسُ الصُّورَةَ (فِي الْمِرْآةِ).

١١. يُبْرِزُ أَوْ يُظْهِرُ (فِيْلَمًا عَلى الشَّاشَةِ).

١٢. يُصَوِّرُ، يُمَثِّلُ.

١٣. يَرْمُزُ إِلى (Express Symbolically)."۷

یہاں توقیر احمد کی تصنیف "شعریات بالِ جبریل" سے حوالہ دینا فائدے سے خالی نہ ہوگا، جس میں فاضل مصنف نے اردو، عربی اور فارسی لغات کا سہارا لے کر امیجری کے ہم معنی لفظیات کا احاطہ کیا ہے:

"Image کے لیے تصویر، نقل، بت، صنم، خیال، تصویر، خیالی تصویر، صنعت، استعارہ، تشبیہ، کنایہ، مجسمہ، صور، مثال، رمز، شبیہ، صورة ذہنیہ، فکرة، صورة حی، صورة بلاغیۃ، تصویرة، ایقونہ، یتخیل، یعکس فی المرآة، یمثل، تمثال، پیکر، اندیشہ،

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

مخیل، مخلیہ، تخیل، اشباح، وصف کا لتصویر اور Imagery کے لیے خیال میں نقشہ باندھنا، تصور کرنا، تشبیہ سازی، صنم پرستی، مجسمہ سازی، سماںبندی، مخیلہ، مخائل، تصورات، تخیلات، اندیشگی وغیرہ۔"۸

تمام لغات کے مطالعات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ امیجری کے لغوی معنی کے ساتھ اس کے تصویری پہلو میں زیادہ تر مماثلت پائی جاتی ہے۔ کہیں نہ کہیں معنوی لحاظ تفاوت ضرور ہے وہ بھی خفیف سا، لیکن تمام لغات امیجری کے تصویری مفہوم پہ متفق نظر آرہے ہیں۔ رہی بات اس کے اصطلاحی معنی کی تو انسائیکلوپیڈیا آف پوئٹری اینڈ پوئٹکس میں امیجری کی وضاحت ان لفظوں میں کی گئی ہے:

"امیج یا پیکر ذہن میں اس احساس کی باز آفرینی کا نام ہے جو کسی بصری ادراک کے ذریعے ہوتی ہے۔ جس طرح انسان کی آنکھ جب کسی رنگ کو دیکھتی ہے تو وہ اس رنگ کی ایک تصویر اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتا ہے۔ یعنی پیکر کیونکہ جس داخلی احساس کا وہ ادراک حاصل کرتا ہے یا تو اس خارجی رنگ کی تقریباً نقل ہوگی یا ہو بہو تصویر۔ ذہنی پیکروں کی باز آفرینی اس وقت بھی کر سکتا ہے جب کہ براہ راست وہ بصری ادراک نہ کر رہا ہو۔ مثلاً کبھی کی دیکھی ہوئی کسی چیز کو یاد کرنے کی کوشش جو سامنے نہ ہو (یا موجود نہ ہو) یا ذہن کا کسی تجربے کی طرف غیر ارادی طو پہ پھیل جانا، یا ان بصری مرکبات کے طور پر جن کو تصور نے بنایا ہو، یا ان واہموں کی شکل میں جو خواب یا بخار کی ہذیانی کیفیت میں پیدا ہوتے ہیں۔"۹

مغربی شعری تنقیدات میں امیجری کی اہمیت اور مبادیات پہ خاصا وقیع کام ہوا ہے، یہاں سی ڈی لیوس کی تصنیف سے حوالہ دینا ضروری بنتا ہے کہ وہ امیجری کی شناخت اور تعارف کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے:

"What do we understand, then, by the poetic image in its simplest terms, it is a picture made out of words. An epithet, a metaphor, a simile may create an image; or an image be presented to us in a phrase or passage on the face of it purely descriptive, but conveying to our imagination something more than accurate reflection of an external reality. Every poetic image, therefore, is to some degree metaphorical. It looks out from a mirror in which life perceives not so much truth about its face. This, I know, is a controversial statement. So let us go back for a moment to the definition of an image as a picture made out of words. The commonest type of image is visual one; and many more images, which may seen un-sensuous, have still in fact one faint visual

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

association adhering to them. But obviously an image may derive from and appeal to other senses than of sight.”۱۰

گویاامیجری لفظوں سے مزین ایک تصویر ہوتی ہے، کسی تشبیہ یا استعارے سے امیجری پیدا ہو سکتی ہے۔ بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کسی جملے، عبارت یا ترکیب کی صورت میں پیش کی جائے جو سطحی طور پر تو فقط بیانیہ الفاظ کا ایک مجموعہ ہو لیکن اس سے کسی خارجی حقیقت کی عکاسی ہوتی ہے۔ یوں سمجھیں کہ امیجری وہ آئینہ ہے جس میں زندگی اپنی صورت من و عن تو نہیں دیکھ پاتی لیکن اپنے چہرے کے بارے میں کچھ حقیقت کا مشاہدہ ضرور کرتی ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ امیجری میں دوسرے حسیاتی تجربات کے عناصر بھی شامل ہوں۔ مذکورہ بالا سطور میں سی ڈی لیوس امیجری کے تعارف میں تذبذب کا شکار معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آگے جا کے امیجری کی تعریف کو ان لفظوں میں سمیٹ لیتے ہیں:

“poetic image is the word picture charge with emotion or passion.”11

گویاامیجری وہ لفظی تصویر ہوتی ہے جس پہ جذبے یا خواہش کا رنگ چڑھا ہوتا ہے۔ اس تعریف سے ایک اور نکتے کی وضاحت ہوتی ہے کہ ایسا لفظ جس سے امیجری کی تشکیل ہوتی ہے وہ دو پہلو کا حامل ہوتا ہے: ا۔ لفظ بطور تصویر اور ۲۔ لفظ بطور جذبہ یا احساس۔ مذکورہ دونوں پہلوؤں کا باہم مدغم ہونا امیجری کے وجود کا سبب بنتا ہے۔ ان میں کسی ایک عنصر کی غیر موجود سے امیجری کی تخلیق کا عمل ادھورا پڑ جاتا ہے۔ امیجری کے لیے کسی معروض یا منظر کی ہو بہو عکاسی ضروری نہیں ہوتی ورنہ دوسری صورت میں جزئیات نگاری تو ہو پائے گی لیکن امیج کا اس میں خون ضرور ہو گا۔ شاعر اشیاء کو اپنی اصل رنگ و روپ میں لازمی دیکھتا ہے لیکن ان کو وہ تخیل کی سان پہ چڑھا کے مزید دیدہ زیب و دلکش بنا لیتا ہے۔ امیجری کی تشکیل میں تخیل دو طرفہ کام کرتا ہے، شاعر تخیل کے وسیلے سے کوئی امیج تراش لاتا ہے جبکہ قاری یا سامع بھی تخیل کی معاونت سے اس کا احساساتی یا جذباتی نظارہ کر لیتا ہے۔ یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ امیجری میں جو معروضی تلازمات پیش کیے جاتے ہیں ان کی پہچان یا ادراک قاری کو پہلے سے ہوں۔ ورنہ دوسری صورت میں پڑھنے والے کے پردۂ ذہنیہ پہ عکس نہیں بن سکے گا۔

مغربی ناقدین نے امیجری گوناگوں تعریفات پیش کی ہیں، کسی ہاں یہ فقط اظہار کی ایک تکنیک کا نام ہے تو کسی نے اس کا دائرہ پھیلا دیا ہے۔ امیجری سے وابستہ تنقیدات و تخلیقات کا موجد ہیوم کو جانا جاتا ہے وہ علامتی شعرا کے اس نظریے کی مخالفت کرتا ہے کہ شاعری جملہ فنون لطیفہ میں موسیقی سے زیادہ قربت رکھتی ہے۔ ہیوم علامت پرستوں کے برعکس رائے رکھتا ہے کہ شاعری موسیقی سے زیادہ بت سازی کے قریب ہے۔ اس طرح سے ہیوم نے شاعری کو سننے اور پڑھنے سے آگے کا فن جانا، جہاں وہ باصرہ اور باقی دوسری حسیات کو بیدار کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور ایذرا پاؤنڈ جو کہ ایک امریکی ادیب و شاعر تھا نے بھی ٹی ای ہیوم کے تنقیدی خیالات کا اثر قبول کیا۔ جدید انگریزی شاعری پہ ان کی شعریات و تنقیدات کا اثر رہا ہے، پاؤنڈ کے تنقیدی تاثرات میں امیجری ہمیں ایک وسیع تر عمل نظر آتا ہے۔ وہ شاعری میں امیجری کی موجودگی کو اس قدر اہم گردانتا ہے کہ انھیں کہنا پڑا کہ ساری زندگی میں ایک ہمہ گیر امیج تخلیق کرنا دیوان تحریر کرنے سے بہتر ہے۔ اس کا تنقیدی مضمون بعنوان ”few don’ts by an imagist“ امیجری کی تفہیم کے حوالے سے خاصہ اہم ہے جہاں وہ رقم کرتے ہیں:

“An image is that of which presents an intellectual and emotional complex in a instant of time.”۱۲

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

گویا'' میج'' فوری طور پہ ذہنی و جذباتی کو میپلیکس کو پیش کرنا ہے۔ دوسرے معنوں میں امیجری تجیل میں تجربات واحساسات کو مشخص کرنے کا نام ہے۔ اس کو ہم تصویر اس لیے بھی نہیں کہہ سکتے کہ تصویر ایک طرح کے میکانکی عمل میں شمار ہوتی ہے۔ جہاں معروضات کو ان کے حقیقی روپ میں من و عن پیش کیا جاتا ہے۔ امیجری میں خارجی مظاہر کو قطعی شکل میں پیش کرنے کی بجائے جذباتی و امکانی طور سے پیش کیا جاتا ہے۔ تصویر میں مادی عناصر کے ساتھ اس کا نظارہ آنکھوں سے کیا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں امیجری کی تشکیل کے عمل سے لے کر اس کو دیکھنے اور محسوس کرنے کا عمل تخیل کی سرزمین پہ ہوتا ہے۔ یہاں حقیقت کے اظہار یے میں جذباتی شدت کے ساتھ کتر بیونت کی جاتی ہے۔ اس تناظر میں دیکھیں تو امیجری کی تشکیل شاعر کے مشاہدے اور تخیل کی آمیزش سے ہوتی ہے۔ سادہ لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں جذبہ و معنی کو تصویری زبان کے وسیلے سے چشم خیال میں دکھا دینے کے ساتھ محسوس کرا دینا امیجری ہے۔ فقط تصویر جو کسی حسی ادراک سے عاری ہو اشتہار بن سکتی ہے امیجری نہیں۔ ایذرا پاؤنڈ کی یہ مختصر نظم اکثر امیجری کی مثال طور پر پیش کی جاتی ہے:

In a Station of the Metro

"The apparition of these faces in the crowed:

Petals on a wet, black bough۔"۱۳

''بھیڑ میں ان چہروں کی موجودگی، ایک بھیگی سیاہ ٹہنی پر پھول کی دلکش پتیاں۔''

یہ نظم ۱۹۱۳ء کو ایک ادبی میگزین میں شائع ہوئی، عنوان کو ملا کے اس نظم کے کل بیس الفاظ بنتے ہیں۔ عنوان کو شمار سے نکال لیا جائے تو چودہ الفاظ رہ جاتے ہیں اور یہ انگریزی شاعری میں پہلی ہائکو بھی ہے۔ جیسا کہ ہمیں نظم کے عنوان سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاعر کہیں میٹرو سٹیشن پہ کھڑا ہے جہاں لوگوں کا ہجوم ہے۔ لوگ آرہے ہیں جا رہے ہیں ایک بھاگم بھاگ کا سماں ہے۔ یہاں ہجوم میں شامل لوگوں کے چہرے واضح طور پہ قاری کو نہیں دِکھتے۔ نظم کی پہلی سطر شہری زندگی کی عکاسی کر رہی ہے، یہ سب کچھ شاعر کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ اس کے بعد کی سطور میں شاعر ذہنی تصویر کو سامنے لاتا ہے۔ بلکہ سٹیشن پہ اس نے جو مشاہدہ کیا ہے اس کے جواب میں وہ تخیل کا استعمال کرتا ہے۔ یعنی اچانک وہ مشاہدے سے تخیل کی دنیا میں چلا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ شہری زندگی سے دیہاتی زندگی کی طرف مراجعت کر لیتا ہے۔ وہ بارش کے بعد درخت کی شاخوں پہ گھیلے پتے دکھاتا ہے، یہی پتے انسانوں کے قائم مقام کی حیثیت سے سامنے آرہے ہیں۔ اور شاخوں کا میٹرو سٹیشن سے تقابل کیا جا رہا ہے، کہ جیسے پتے شاخ سے جھڑ جایا کرتے ہیں ان کی جگہ نئی کونپلیں نمودار ہوتی ہیں۔ یہی حال بنی نوع انسان کا بھی ہے ان کی جگہ نئے لوگ لے لیتے ہیں۔ مذکورہ بالا خوبصورت نظم میں دو طرفہ عمل جاری ہے ایک طرف امیجز سامنے آرہے ہیں اور دوسری جانب ان کے متصل بصری، برودتی، مشمومی، نم آلود، تجریدی اور حرکی کیفیات و حسیات کی برانگیختہ بھی ہو رہی ہے۔ جسے ہم امتزاجی امیجری کہہ سکتے ہیں جہاں کوئی بھی لفظی پیکر کسی حسیاتی و جذباتی تاثر سے خالی نہیں۔ یعنی یہاں صورتحال کو دکھانے کے ساتھ ساتھ محسوس کرانے کا اہتمام بھی کیا ہے گیا، جس سے درج بالا وضع کردہ امیجری کی تعریف کی توثیق ہو رہی ہے۔ ذیل میں دو شعری نمونے پیش کیے جا رہے ہیں جہاں بصارت کے ساتھ جملہ حسیات کی برانگیختہ ہو رہی ہے:

خبر تھی گھر سے وہ نکلا ہے مینہ برستے میں

تمام شہر لیے چھتریاں تھا رستے میں

بہار آئی تو ایک شخص یاد آیا بہت

کہ جس کے ہونٹوں سے جھڑتے تھے پھول ہنستے میں ۱۴

مرقومہ بالا شعری نمونوں میں امیجری کسی جذبے یا شے کی ذہنی تصویر کے مماثل کے طور پہ سامنے آرہی ہے۔ جہاں کم سے کم لفظوں میں مجسم بصری حسیاتی تصاویر بن رہی ہیں۔ ٹی ای ہیوم لفظ اور شے میں تفریق کو قبول کرنے پہ قائل نہیں، امیجری میں لفظ کسی شے یا جذبے کا نعم البدل بن جاتا ہے۔ اس لیے امیجسٹ شعرا کی تخلیقات میں مظاہر و اشیاء پوری حرکت، کیفیت اور رنگ و آہنگ کے ساتھ جلوہ نما ہوتی ہیں۔ کسی بھی امیج کی تاثیر کا تعلق شاعر کا کسی تجربے یا خیال کے ساتھ جذباتی وابستگی کی شدت سے ہے، جذباتی وابستگی کی شدت امیجری میں تاثیر کی خاصیت کو بھر دیتی ہے۔ لیکن وہی خیال یا تجربہ شاعر کی ذات کے لیے اہم ٹھہرتا ہے جو اس کی شخصیت پہ اپنا نقش مرتسم کر دیتا ہے۔ ساتھ میں اگر شاعر تلازموں کو اس طور سے پیش کرے کہ ان کا تعلق خارجی حقائق سے نہیں جڑتا تو ایسی صورت میں امیجری میں ابہام کی صورت وقوع ہوتی ہے۔ بیشتر صورتوں میں دیکھا گیا ہے کہ شعرا امیجری کا استعمال زیبائش کلام کی خاطر کرتے ہیں، ایسے مقام پہ امیجری تشبیہات سے آگے نہیں بڑھتی۔ کیونکہ امیجری صرف معروضات کی تجسیم کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں گوناگوں وارداتوں کی نقش گری بھی کی جاتی ہے۔ امیجری میں قطعیت کی بجائے ایمائیت ہوتی ہے اور اس میں پیش کردہ نقش کی تشنگی کا ازالہ قاری اپنے تخیل کے ذریعے کر لیتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ شاعری میں مصورانہ خوبیاں ہو سکتی ہیں لیکن ساتھ میں کلی طور شاعری کو مصوری کہنا بھی شاعری کو اس کے مقام و اہمیت سے گرانے جیسا ہے۔ برخلاف شاعری کے مصوری میں بصری خوبی کے ساتھ مادیات کا بھی عمل دخل ہوتا ہے، جبکہ شاعری تخیلی اور ماورائی خصوصیات کی حامل ہوتی ہے۔ لیکن جب شاعری کو امیجری کا کہا جاتا ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے شاعر لفظوں کو بطور رنگ اور کینوس کے استعمال کرتا ہے۔ جہاں وہ ایک مشاق مصور کی طرح لفظوں میں رنگ و آہنگ کے ساتھ احساسات بھر دیتا ہے۔ اور اس مقام پہ شاعری ہمیں جیتی جاگتی اور سانس لیتی ہوئی معلوم ہونے لگتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ توقیر احمد خان، ڈاکٹر، شعریات بال جبریل، دہلی، توقیر احمد خان، ۱۹۹۵ء، ص ۷۴۔۷۶

۲۔ محمد نعیم بزمی، امیجری مبادیات و مباحث، لاہور، محبوب پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء، ص ۱۹

۳۔ ایضاً، ص ۹

۴۔ اختر کمالی، کلام غالب میں تمثال شعری کا مقام، مشمولہ صحیفہ غالب نمبر، لاہور، ۱۹۶۰ء، ص ۳۴۲

۵۔ سلیمان اختر جاوید، امیجزم ایک تحریک، مشمولہ ماہنامہ سب رس، حیدر آباد، ادارۂ ادبیات اردو، ۱۹۷۳ء، ص ۲۱

۶۔ مولوی عبدالحق، انگلش اردو ڈکشنری، دہلی، انجمن ترقی اردو (ہند)، ۱۹۴۹ء، ص ۵۴

۷۔ Munir Baalki,A modern English Arabic dictionary,Darel ilm,lilmalayen Berute,p449

۸۔ توقیر احمد خان، ڈاکٹر، شعریات بال جبریل، دہلی، توقیر احمد خان، ۱۹۹۵ء، ص ۷۴۔۷۶

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

۹۔ بحوالہ رفعت اختر، علامت سے امیج تک، ص ۸۳

۱۰۔ The poetic image,C.D Lewis,Jonathan Cape,Londan,1947,p18

۱۱۔ The poetic image,C.D Lewis,Jonathan Cape,Londan,1947,p 19

۱۲۔ www.poetryfoundation.org/articales/69409/a-retrospect-and-a-few-donts

۱۳۔ Poetry magazine,a magazine of verses,Harriet Monroe,Chigago,1913,p12

۱۴۔ احمد فراز، اے عشق جنوں پیشہ، دوستی پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۲۰۰۷ء، ص ۱۲۸